25-08-2020

Name - Adil Rashid

Asst. Professor (Urdu) R N COLLEGE
HAJIPUR

موضوع - بال جبریل - ایک تجزیاتی مطالعہ

Topic - Bale Jibreel - An analytical Study

For MA student -

Scanned with CamScanner

# بال جبریل - ایک تجزیاتی مطالعہ

بال جبریل علامہ اقبال کی شہرۂ آفاق شعری تصنیف ہے۔ اس میں فکری و شعوری امتزاج کا بہترین نمونہ موجود ہے۔ اس امتزاجی کیفیت نے بال جبریل کی شعری جہت کو واضح انگیز کیا ہے اور اقبالی فکر و محاسن کی بہترین مثال پیش کی ہے۔ غزلیں ہوں یا نظمیں یا کوئی اور صنف ان سب کا نفسی موضوع اعلیٰ روحانی حقائق کا اثبات ہے جن کے مطالعے سے ان کے ان شعوری افکار و دلائل سے واقفیت بہم ہوتی ہے جو بانگ درا کے مقابلے میں قدرے بہتر صورت میں جلوہ افروز ہوئی ہے۔ اس میں اقبال نے خودی کے فلسفے کو قدرے بسیط طریقے سے واضح کیا ہے۔ اس کے پہلو بہ پہلو دوسرے بنیادی تصورات مثلاً عشق، فقر، علم و خرد، عبادات، تفکر، انسان و خدا

کی تشریح ڈاکٹر ضیغم کی ہے احمد اسلامی تقدس و الجمال کی
تعلیم دی ہے اور ~~جابجا~~ جابجا قرآنی آیات و احادیث
کے حوالے سے اپنے افکار و خیالات کو پختگی بخشی ہے اور ایسی
موضوع دلیلیں پیش کی ہیں جو صرف شدید ولولے ہی نہیں بلکہ ان
میں شعری الحاق و معنا کے حامل عناصر بھی در آئے ہیں۔
یہی وہ شعری عناصر ہیں جنہوں نے ان کے اس تازہ اسلوب کی
بازیافت کی ہے۔ ان کا یہ اسلوب شعری کسی فلسفی کا نہیں بلکہ ایک شاعر فلسفی
کا اسلوب ہے۔ ان کے اس تازہ کار اسلوب نے ان گہرے مسائل کو
بھی بڑی نرمی و حلیمی کے ساتھ پیش کیا ہے۔ ان کی وہ نظمیں بھی
جو بیرون ملک میں لکھی گئیں اپنی ایک منفرد نشان رکھتی ہیں۔ دعا، مسجد قرطبہ،
قید خانہ میں معتمد کی فریاد، ہسپانیہ، ذوق و شوق، جاوید کے نام وغیرہ
اس کی عمدہ مثالیں ہیں۔

ان کے علاوہ ان کی بیشتر غزلوں اور رباعیوں میں وحدۃ الوجود کا فلسفہ کی رمق ملتی ہے لیکن اس متصوفانہ فکر میں تغزل کی خصوصیت بھی رنگ دکھاتی دیتی ہے۔ اس فکر کی اشعار کے جامعیت بخشنے میں مولانا رومی اور امام رازی کے افکار و خیالات سے پوری طرح مدد لی ہے اور ان ہی سب کے توسط سے خود شناسی کے عمل کو بھی تحریک و تیز کر دیا ہے۔ ان کا یہ انداز سنجیدہ کا ہے دوسرے شعراء سے بہت مختلف ہے۔

اسی کشمکش میں گزریں مری زندگی کی راتیں
کبھی سوز و ساز رومی، کبھی پیچ و تاب رازی

اسی متصوفانہ فکر کے پہلو بہ پہلو مارکسی فلسفہ فکر کے مماثل ان کا معاشی نظریہ بھی شعری پیرائے میں موجود ہے۔

بال جبریل میں ایک غزلیں شامل ہیں جو فکر و شعور کا بہترین امتزاج ہیں۔ ان کی غزلوں کی زیبائش میں تلمیح سے خاص کام

لیا گیا ہے۔ کعبہ و سومنات، صبحِ ازل، زوالِ آدمِ خاکی، باغِ بہشت، عروجِ آدمِ خاکی، دولتِ پرویز، چشمۂ حیواں، آدابِ خود زندگی، شرارِ آذر، بتخانے، شکوہ، صاحبِ امروز، وادیٔ سینا، اللہ کے بندے، نفسِ جبریل، فکرِ امید طرز، آتشِ نمرود، طریقِ کوہکن، چنگیزی، سرائے روشنہ الکبریٰ، کلیم و طور، نشانِ سکندری، زرتشت، جبریل، محرابِ مسجد، جامِ جمشید وغیرہ ان کے اپنی فکری رویہ کا باضابطہ اظہار ہیں۔ ان تلمیحات کے پسِ پردہ تاریخی و تہذیبی، سماجی اور مذہبی فکر کی تحریکِ زیریں ملتی ہے۔ یہ اقبال کے نظریہ کی کوشش بھی ہے۔ اقبال نے ان کی مدد سے ملی اور اخلاقی انبساط کی روح زندہ و پائندہ کر رکھا ہے۔

یہ کائنات ابھی ناتمام ہے شاید
کہ آ رہی ہے دما دم صدائے کن فیکون

—

ہوں آتش نمرود کے شعلوں میں بھی خاموش
میں بندۂ مومن ہوں نہیں دانۂ اسپند

---

صحبت پیر روم سے مجھ پہ ہوا یہ راز فاش
لاکھ حکیم سر بجیب، ایک کلیم سر بکف

غزلوں میں ان صنعتی استعمال سے فکر و رضا کی شگفتگی بھی پیدا ہو گئی ہے اس کے ساتھ ساتھ زورِ اظہار کی دل کشی اور جاذب نظری بھی ملتی ہے۔ فکر و جذبہ کا یہ نادرانہ امتزاج ان کی شاعرانہ عروج کا بہترین ثبوت ہے۔ اقبال اس رمز سے آشنا ہیں کہ کب اور کس موقع و محل پر کس طرح کے لفظوں کا استعمال کیا جائے جو اس کی قدر و قیمت کا تعین کرتے ہوئے شعری بیانیہ کو اور زیادہ منفرد کرنے کے لیے کیا طریقہ کار اختیار کیا جائے۔ ان کے ہاں لفظوں کا مترنم انداز اور شعری بیانیہ جس طرح

معروضی اسلوب کو واضح کرتے ہوئے اس کو پُر وقار اور اثر انگیز بنانے میں تشبیہی الفاظ کا بھی خاص رول ہے۔

پھول ہیں صحرا میں یا پریاں قطار اندر قطار
اودے اودے نیلے پیلے پیرہن

—

عروسِ لالہ مناسب نہیں ہے مجھ سے حجاب
کہ میں نسیمِ سحر کے سوا کچھ اور نہیں

—

اقبال کے معروضی اسلوب نے فکر و فلسفہ کو بھی سہل ممتنع کے حدود میں داخل کر دیا ہے۔ نظم مسجد قرطبہ ہو یا ذوق و شوق ہر جگہ اس معروضی خوش اسلوبی، شگفتگی اور خود شناسی کی چمک موجود ہے۔

—